ذبیح علیہ السلام کے متعلق قرآنی تعلیمات اور بائبل کا تقابلی جائزہ

A Comparative Study of the Quranic and the Biblical Narratives about Zabeeh (AS)

ضیاءالرحمان [i]   ڈاکٹر حفاظت اللہ [ii]

Abstract

The present article compares the two versions of the same narrative of the complying of the command of ALLAH SubhanhuWaTa'ala (SWT) by distinguished prophet Hazrat Ibrahim KhaleelullahAlaihes Salam (AS) to slaughter one of his sons. As one of the great tests of the sacrifices of the chosen people (prophets) by ALLAH (SWT), the story is of great importance in both Islam and Judaism and is given in detail in both of the divine books.

The study compares and contrasts the narrative by exploring the identity of the slaughtered son (considering various features and qualities of both Hazrat Ismail (AS) and HazratIshaq (AS) for their identity), narrative style and the happening of the event. Based on the qualitative analysis of the verses given in both of the holy books, the study concludes that it was Hazrat Ismail (AS) who was attempted to be slaughtered by his father in order to fulfill the order of ALLAH (SWT) and, thus, recommends that the term of Zabeeh (AS) may only be used for Hazrat Ismail (AS).

حضرت ابراہیمؑ کی آزمائشوں میں سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنا ایک بڑی آزمائش تھی۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی آزمائش ان کی حیثیت کے مطابق ہوتی ہے۔بلند مرتبہ والے حضرات کی آزمائش بہت سخت اور مشکل ہوتی ہے۔ جس کے نتیجے میں قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہ ایک بہترین نمونہ ہوتا ہے۔اسی کے متعلق حدیث میں مذکور ہے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: «الأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الأَمْثَلُ فَالأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ،

[i] پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، یونیورسٹی آف پشاور

[ii] ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، اسلامیہ کالج یونیورسٹی، پشاور

وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ البَلَاءُ بِالعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ»: «هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ»[1]

"مصعب بن سعد نے اپنے باپ سعدؓ سے روایت کی ہے کہ سعدؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! لوگوں میں سے شدید ترین آزمائش کن کی ہوتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا: انبیاءؑ کی، پھر صالحین کی، پھر باقی لوگوں میں سے زیادہ فضیلت والوں کی۔ آدمی کو اس کے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے، اگر اس کے دین میں مضبوطی ہو تو اس کی مزید آزمائش کی جاتی ہے اور اگر اس کی دینی حالت کمزور ہو تو اس کی آزمائش کو ہلکا کیا جاتا ہے۔ بندہ آزمائش میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں رہتا۔"

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ذبیح علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ چونکہ خلیل اللہ اور اولوالعزم انبیاء میں سے تھے، اسی قانونِ الٰہی (دین میں مضبوطی کے بقدر سخت امتحانات پیش ہونا) کے تحت انھیں مختلف قسم کی آزمائشوں سے سامنا کرنا پڑا اور ہر دفعہ کامیاب رہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالے جانے اور ہجرت کرکے بے آب و گیاہ وادی میں اپنی زوجہ اور بیٹے کو چھوڑنے کے امتحانات کے بعد اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کا امتحان شروع ہوگیا۔ اسی کے متعلق ارشادِ الٰہی ہے:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ[2]

"اے میرے رب مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیل اللہؑ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ جب خلیل اللہؑ نے اپنی قوم کی ہدایت سے مایوس ہوکر وہاں کا علاقہ چھوڑ کر ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ! مجھے نیک بخت اولاد سے نوازیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کرکے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی[3]۔

بشارت سنانے کے بعد قرآن مجید میں ذبیح علیہ السلام کی عمر کی طرف اشارہ ہوا ہے جس طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ[4]

جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا

یعنی وہ باپ کے ساتھ چلنے اور مدد کرنے کی عمر کو پہنچ گئے۔اس کی عمر ایک قول کے مطابق سات سال اور دوسرے قول کے مطابق تیرہ سال تھی۔ بہر حال اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کا واقعہ ذبیح کے بچپن میں پیش آیا تھا[5]۔

اس وقت حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا کہ ان کو اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے۔ جس طرح حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ[6]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتے ہیں۔"

ابراہیم علیہ السلام کے خواب کے متعلق ارشاد الٰہی ہے:

قَالَ يَابُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى [7]

"ابراہیمؑ نے کہا: میرے پیارے بچے! میں خواب میں اپنے تئیں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

اللہ کے خلیل ﷺ نے خواب میں بیٹے کو ذبح کرنے کے حکم الٰہی کے بعد بیٹے سے مشورہ اس لیے کیا کہ انھیں حکمِ الٰہی کو پورا کرنے میں کوئی شک نہیں تھا، کیونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، اللہ تعالیٰ کے احکام کو پورا کرنے میں تردد نہیں کرتے۔اس مشورے میں چند حکمتیں تھیں جو درج ذیل ہیں۔

1. اگر اس کی بناء پر بیٹے کو خوف ہو، تو اس کو تسلی دی جائے۔
2. اس بڑے امتحان کے شروع ہونے سے پہلے بیٹا اس سے مانوس ہو جائے۔
3. اس قسم کے معاملات میں مشورہ کرنا سنتِ ابراہیمی قرار پائے۔
4. پیارا بیٹا بھی بخوشی ورضا سے قربان ہو کر ثواب میں شریک ہو جائے[8]۔

جب باپ نے اپنے بیٹے کو خواب سنایا تو بیٹا بھی اولوالعزم نبی کا بیٹا تھا اس نے فوراً سر تسلیم خم کر دیا اور فرمایا:

قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ[9]

بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جو حکم کیا جاتا ہے، اسے بجالائیے، ان شاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

اس گفتگو کے بعد باپ بیٹے اپنی قربانی پیش کرنے کے لیے خانہ کعبہ سے دور چلے گئے۔ بعض تاریخی و تفسیری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ راستے کے درمیان میں شیطان نے حضرت ابراہیمؑ کو بہکانے کی کوشش کی لیکن ہر دفعہ حضرت ابراہیمؑ نے سات کنکریوں سے مار کر اسے بھگا دیا تھا۔ یہ پہاڑوں کے درمیان میں واقع ہونے والا منیٰ کا میدان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے اس عمل کو تا قیامت مناسک حج میں داخل فرمادیا۔ منیٰ کے تینوں جمرات پر ہر سال لاکھوں حجاج اس مقبول عمل کی یادگار میں کنکریاں مارتے ہیں۔ آخر کار جب دونوں باپ بیٹے اس عظیم قربانی کو انجام دینے کے لیے منیٰ کی قربان گاہ پہنچے تو سیدنا اسماعیلؑ نے فرمایا: اباجان! ذبح کرنے سے پہلے مجھے خوب اچھی طرح باندھ لو تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے منشاء کو جلد پورا کرکے ذبح کے عمل میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ چنانچہ ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو آخری بوسہ دیا اور پیشانی کے بل خاک پر لٹا دیا[10]۔

قرآن کریم نے اس کیفیت کو یوں بیان فرمایا ہے، ارشاد الٰہی ہے:

فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ[11]

غرض جب دونوں نے تسلیم کرلیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرادیا۔

یعنی باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے جھک گئے اور حکم الٰہی کی اطاعت کی۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو زمین پر لٹا دیا، جب کہ پیشانی دونوں پہلوؤں کے درمیان تھی[12]۔ بہر حال حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کے گلے پر چھری رکھ دی لیکن حضرت اسماعیلؑ کے گلے پر کوئی خراش نہ پڑی۔ یہ بھی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے گلے پر چھری کئی مرتبہ چلائی لیکن چھری نے گلے کو نہیں کاٹا۔ آپ نے چھری کو پتھر پر دو تین مرتبہ تیز کیا لیکن چھری کام نہیں کرتی تھی[13]۔ سدّیؒ سے روایت ہے کہ جب ابراہیمؑ نے ذبیح اللہ کے حلق پر چھری پھیری تو اس کی گردن تانبے کی ہوگئی اور نہ کٹی اور نہ آواز آئی۔[14] اسی وقت اللہ تعالیٰ کے جانب سے آواز آئی کہ اے ابراہیمؑ بس کرو تم نے خواب کو سچ کر دکھایا، بیشک یہ بہت سخت آزمائش تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے دوسرے ذبیحہ کو فدیہ بنادیا۔ جس طرح ارشاد الٰہی ہے:

وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَاإِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ[15]

"ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزاء دیتے ہیں۔ در حقیقت یہ کھلا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیے میں دے دیا۔"

اللہ تعالیٰ کی جانب سے آواز آئی کہ آپ نے خواب کو پورا کر کے دکھایا اس لیے کہ آیت میں ذبحتک (ماضی کا صیغہ) نہیں آیا ہے بلکہ اذبحک (مضارع کا صیغہ) آیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ خواب میں ہم نے تمھیں یہ نہیں دکھایا تھا کہ آپ نے بیٹے کو ذبح کر دیا ہے اور اس کی جان نکل گئی ہے بلکہ یہ دکھایا تھا کہ تم ذبح کر رہے ہو۔ اصل مقصود تمہارا امتحان لینا تھا نہ کہ بچے کی جان لینی مقصود تھی۔ وہ مقصد آپ کے ذبح کے لیے آمادگی اور تیاری کی وجہ سے پورا ہو گیا۔ لہٰذا آپ نے اپنا خواب سچ کر کے دکھایا[16]۔

روایات میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جب یہ غیبی آواز سن کر نگاہ اٹھائی تو حضرت جبریلؑ ایک مینڈھا لیے کھڑے تھے۔ بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی مینڈھا تھا جس کی قربانی حضرت ہابیلؑ نے پیش کی تھی۔ بہر حال یہ جنتی مینڈھا حضرت جبریلؑ کو عطا کیا گیا اور اس نے حکم الٰہی سے اپنے بیٹے کے بجائے اس کو قربان کیا۔ اس ذبح کو "عظیم" اس لیے کہا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا تھا اور اس کی قربانی کی قبولیت میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا[17]۔ اس کے علاوہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے سنت جاری کر دی کہ اسی تاریخ کو تمام مؤمنین دنیا بھر میں مختلف جانوروں کی قربانی کریں اور جان نثاری کے اس واقعہ کی یاد تازہ کرتے رہیں[18]۔

اب یہاں پر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے جس بیٹے کو قربانی کے لیے آمادہ ہو گئے تھے وہ کون تھے؟ حضرت اسحاقؑ یا حضرت اسماعیلؑ؟ اس سلسلے میں جب ہم اسلامی روایات کو دیکھتے ہیں تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور سے یہ مختلف فیہ چلا آ رہا ہیں ان اختلافِ روایات کا نتیجہ یہ ہوا کہ متقدمین مفسرین وعلماء میں سے بعض حضرت اسحٰقؑ کے ذبیح ہونے کے قائل ہو گئے مثلاً ابن جریر طبریؒ اور اکثر انتہائی وثوق کے ساتھ قطعی حکم لگاتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے مثلاً ابن کثیرؒ اور متاخرین میں سے تو تقریباً تمام حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے کے قائل ہیں۔

حضرت اسحاقؑ کے ذبیح ہونے پر علامہ ابن جریر طبریؒ کے دلائل

1. حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ "وفديناه بذبح عظيم" سے مراد اسحاقؑ ہے۔ کعب احبارؒ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے بیٹے اسحاقؑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔

2. ابن عباسؓ سے متعدد طرق سے مروی ہے کہ ذبیح اسحاقؑ تھے۔ ابوالاحوص سے مروی ہے کہ ایک آدمی ابن مسعودؓ کے پاس فخریہ انداز میں کہہ رہا تھا کہ میں فلاں بن فلاں کی اولاد سے ہوں یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد سے ہوں[19]۔

حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر علامہ ابن کثیرؒ اور جمہور کے دلائل

قرآن سے حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلائل

اَ- صابر جیسی صفت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ قرآن مجید میں ذبیح علیہ السلام کی صفت صابر بیان ہوئی ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ[20]

"بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جو حکم کیا جاتا ہے، اسے بجا لائیے، ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔"

قرآنِ کریم میں اسماعیلؑ کا صفت صابر مذکور ہے نہ کہ اسحاقؑ کا۔ جسطرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِدْرِيسَ وَذَا الْكِفْلِ كُلٌّ مِنَ الصَّابِرِينَ[21]

"اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل، یہ سب صابر لوگ تھے۔"

ب- اسماعیلؑ کی صفت صادق الوعد آپؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جس طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا[22]

"اس کتاب میں اسماعیل کا واقعہ بھی بیان کرو، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی۔"

یعنی اسماعیلؑ وعدہ قربانی کے سچا کرنے والے تھے۔

ت- علامہ عبدالوہاب نجارؒ فرماتے ہیں: ارشاد الٰہی

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَى إِسْحَاقَ[23]

میں علیہ کی ضمیر "ذبیح" کی طرف راجع ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ہم نے برکت نازل کی اس "ذبیح" پر اور اسحاقؑ پر اور اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ مکمل قصّہ بیان کرنے کے بعد اسحاقؑ کی بشارت کا ذکر اس

بات کے لیے چلایا گیا (نص) ہے کہ صاحبِ قصّہ لڑکا اسحاقؑ کے علاوہ ہے اور وہ صرف اسماعیلؑ ہی ہو سکتے ہیں[24]۔

ث- حضرت ابراہیمؑ نے اپنے وطن سے ہجرت کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ[25]

"اے میرے رب مجھے نیک بخت اولاد عطا فرما۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں ان کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دے دی، جس طرح ارشاد الٰہی ہے:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ[26]

"تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔"

فحوائے کلام صاف بتلا رہا ہے کہ یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے اس وقت مانگی تھی، جب آپؑ بے اولاد تھے اور آپ کو پہلوٹھے بچے کی خوشخبری دی گئی تھی اور یہ بھی قرآن کے سلسلہ کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہی بچہ جب باپ کے ساتھ چلنے کے عمر کے قابل ہوا تو اسے ذبح کرنے کا اشارہ دیا گیا۔ اب یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ آپؑ کے پہلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ اسحاقؑ۔ خود قرآن مجید میں ابراہیمؑ کے بیٹوں کی ترتیب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسماعیلؑ پہلوٹھے تھے جس طرح ارشاد الٰہی ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ[27]

"اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس بڑھاپے میں اسماعیلؑ و اسحاقؑ عطا فرمائے، کچھ شک نہیں کہ میرا پالنہار اللہ دعاؤں کا سننے والا ہے۔"

ج- حضرت اسحاقؑ کی خوشخبری قرآن مجید میں جہاں دی گئی ہے وہاں اُن کو غلام علیم کے الفاظ کے ساتھ متصف کیا گیا ہے:

وبشروه بغلم عليم[28] "اور انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک دانا عالم لڑکے کے ہونے کی بشارت دی۔"

قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ[29] "انہوں نے کہا، ڈر نہیں۔ ہم تجھے ایک ہوشیار دانا فرزند کی بشارت دیتے ہیں۔"

مگر مقامِ مذکور پر جس بیٹے کی خوشخبری دی گئی ہے، وہاں ان کے لیے غلامِ حلیم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیمؑ کے دونوں بیٹوں کی ممتاز صفات بالکل الگ الگ ہیں۔ذبح کا حکم غلامِ حلیم کے لیے ہی تھا نہ کہ غلامِ علیم کے لیے۔

ح- اللہ تعالیٰ قصّہ کے آخر میں فرماتے ہیں،ارشادالٰہی ہے:

وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ[30] "ہم نے اسے اسحاق نبیؑ کی بشارت دی جو صالح لوگوں میں سے تھا۔"

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جس بیٹے کے ذبح کرنے کا اشارہ دیا گیا یہ وہی بیٹا نہیں،بلکہ پہلے کسی اور بیٹے کی خوشخبری دی گئی،جب وہ باپ کے ساتھ دوڑنے چلنے کا اہل ہوا تو اس کے ذبح کرنے کے حکم کا اشارہ دیا گیا۔پھر جب حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے،تب ان کو ایک اور بیٹے اسحاقؑ کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی گئی۔جب وہ باپ کے ساتھ دوڑنے کا اہل ہوا تو اس کے ذبح کرنے کے حکم کا اشارہ دیا گیا،پھر جب حضرت ابراہیمؑ اس امتحان میں بھی کامیاب ہوئے تب ان کو ایک اور بیٹے اسحاقؑ کی پیدائش کی بھی خوشخبری دی گئی۔ان ترتیبِ واقعات پر غور کرنے سے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحاقؑ[31]۔

احادیث وآثار سے حضرت اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلائل

خ- ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہودی (ذبیح کے لیے) حضرت اسحاقؑ کا نام جھوٹ موٹ لیتے ہیں اور یہی فرماتے ہیں ابن عمرؓ، مجاہدؒ، شعبیؒ، حسن بصریؒ، محمد بن کعب قرظیؒ۔

د- پھر (عمر بن عبدالعزیزؒ) امیر المؤمنین نے شام کے ایک یہودی عالم سے پوچھا جو مسلمان ہو گئے تھے کہ تم ذبیح کے بارے میں کیا سمجھتے ہو؟انھوں نے جواب میں فرمایا کہ امیر المؤمنین سچ تو یہی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ ہی کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، لیکن یہودیوں نے ضد کی وجہ سے بدل دیا ہے تاکہ یہ اعزاز ان کی اولاد عرب کو حاصل نہ ہو جائے۔علم حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے، ہمارا ایمان ہے کہ حضرت اسماعیلؑ واسحاقؑ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے سچے رسول تھے۔

ذ- حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے حضرت عبداللہ نے اپنے والد محترم سے جب یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کہ ذبیح اللہ اسماعیلؒ ہی تھے۔

ر- ایک غریب حدیث بھی اس کی تائید میں روایت کی گئی ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ شام میں امیر معاویہؓ کے سامنے یہ بحث چھڑ گئی کہ ذبیح اللہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا ہوا کہ یہ معاملہ مجھ جیسے باواقف شخص کے پاس آیا۔ سن لو ہم حضور ﷺ کے پاس تھے کہ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا ابن الذبیحتین، اے اللہ تعالی کی راہ میں دو ذبح ہونے والوں کی نسل کے رسول! مجھے بھی مالِ غنیمت میں کچھ دلوایئے۔ ان پر آپ ﷺ ہنس پڑے۔ ایک تو ذبیح اللہ حضور ﷺ کے والدِ محترم عبد اللہ تھے۔ دوسرے ذبیح حضرت اسماعیلؑ جن کی نسل میں سے آپ ہیں۔ عبد اللہ کے ذبیح ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے دادا عبد المطلب نے چاہِ زمزم کھودتے وقت یہ نذر مانی تھی کہ اگر زمزم والا کام بآسانی پورا ہو گیا تو میں اپنا ایک بیٹا اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح کروں گا۔ جب یہ کام پورا ہو گیا اور قرعہ اندازی کی گئی تو آپ کے بیٹوں میں سے قرعہ حضور ﷺ کے والد عبد اللہ کے نام کا نکلا۔ حضور ﷺ کی ننھیال والوں نے عبد المطلب ہی سے کہا کہ آپ عبد اللہ کو ذبح نہ کرے بلکہ اس کی طرف سے ایک سو اونٹ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ذبح کر دے[32]۔

ز- معتبر روایات سے یہ ثابت ہے کہ وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیلؑ کے زمانے میں ذبح کیا گیا تھا، حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے زمانے تک اس کے سینگ محفوظ رہے تھے۔ جب حجاج بن یوسف نے حرم کے اندر حضرت زبیرؓ کا محاصرہ کر لیا اور خانہ کعبہ کو مسمار کر دیا تو وہ سینگ بھی اس میں ضائع ہو گئے۔ ابن عباسؓ اور عامر شعبی دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ انھوں نے خود یہ سینگ خانہ کعبہ میں دیکھے ہیں۔ اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کا یہ واقعہ مکہ معظمہ میں اسماعیلؑ کے ساتھ پیش آیا تھا نہ کہ شام میں حضرت اسحاقؑ کے ساتھ۔ اسی وجہ سے تو سینگ بطور یادگار حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے تعمیر کردہ خانہ کعبے میں رکھے گئے تھے۔

س- یہ بات زمانہ دراز سے عرب کی روایات میں محفوظ تھی کہ قربانی کا یہ واقعہ منیٰ میں پیش آیا تھا اور اس وقت سے لے کر حضور ﷺ کے زمانے تک لوگ مقامِ منیٰ میں جا کر قربانی کیا کرتے تھے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے قربانی کی تھی۔ حضور ﷺ نے بھی اس طریقے کو جاری رکھا، حتیٰ کہ دس ذی الحجہ کو منیٰ میں حج کے موقع پر آج تک قربانیاں دی جاتی ہیں۔ ساڑھے چار ہزار کا

یہ مسلسل اور متواتر عمل اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی اس قربانی کے وارث بنی اسماعیل ہوئے ہیں نہ کہ بنی اسحاق۔ حضرت اسحاقؑ کی نسل میں پوری قوم کی بیک وقت قربانی کرنے کی کوئی رسم کبھی جاری نہیں رہی ہے جس سے حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یادگار میں منائی جاتی ہو[33]۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ ہی تھے۔ اس لیے کہ قرآنی نصوص میں غور کرنے کے بعد صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیلؑ تھے نہ کہ حضرت اسحاقؑ۔ باقی رہی بات حضرت اسحاقؑ کے ذبیح ہونے کے جو لوگ قائل ہیں وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو یہود ہیں اور دوسرا مسلمانوں کا ایک گروہ۔ یہودیوں نے اگر حضرت اسماعیلؑ کو اس بزرگی سے محروم کرنے اور اپنے دادا حضرت اسحاقؑ کی طرف اسے منسوب کرنے کی کوشش کی تو یہ قابل فہم بات ہے لیکن مسلمانوں کی ایک جماعت کا اس کے قائل ہونا ناقابل تعجب ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ اس بارے میں رقمطراز ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> "صحیح علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے مگر بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام بزرگوں کے اقوال (جو حضرت اسحاقؑ کے ذبیح ہونے کے قائل ہیں) حضرت کعب احبارؒ سے منقول ہیں۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں مسلمان ہوئے تھے اور کبھی کبھی حضرت عمر فاروقؓ کو قدیم کتابوں کی باتیں سنایا کرتے تھے۔ لوگوں نے اسے رخصت سمجھ کر ہر قسم کی بات بیان کرنی شروع کر دی اور صحیح و غلط کی تمیز اٹھ گئی[34]۔"

بائبل کی روشنی میں ذبیح علیہ السلام

بائبل کے مطابق ذبیح اضحاقؑ ہے۔ بائبل میں اضحاقؑ کے نام کو ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ کئی صفات کے ساتھ بھی متصف کیا گیا ہے۔ بائبل میں اس کو یوں ذکر کیا گیا ہے:

> "تب اس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے اضحاق کو جو تیرا اکلوتا ہے اور جس سے تو پیار کرتا ہے ساتھ لے کر موریاہ کے ملک میں جا اور وہاں اسے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ پر جو میں تجھے بتاؤں گا سوختنی قربانی کے طور پر چڑھا[35]۔"

بائبل میں مذکورہ بالا آیت کے اندر ذبیح کے صراحۃ نام ذکر کرنے کے ساتھ ان کو اکلوتے اور پیارے بیٹے "جس سے تو پیار کرتا ہے" جیسی صفات کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جائے ذبح موریاہ کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو اسحاق علیہ السلام کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

بائبل کے مطابق ابرہام نے قربان گاہ بنائی اور اضحاق کو باندھ کر قربان گاہ میں لکڑیوں کے اوپر لٹادیا، تو ابرہام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے چھری کو ہاتھ بڑھایا تو آسمان سے خداوند کے فرشتہ نے آواز دی کہ اے ابرہام اے ابرہام! آپ اپنے بیٹے پر ہاتھ نہ چلائے اور اس سے کچھ بھی نہ کر۔اس لیے کہ میں سمجھ گیا کہ واقعی تو خدا سے ڈرتا ہے اور آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے کا بھی مجھ پر قربان کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ابرہام نے نظر اٹھائی تو جھاڑی میں اٹکے ہوئے سینگ والا مینڈھا دیکھا تو ابرہام نے اسے پکڑ کر اپنے بیٹے کے عوض سوختنی قربانی کے طور پر چھڑایا۔جس طرح بائبل میں مذکور ہے:

"اور ابراہام نے ہاتھ بڑھا کر چھری لی کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔تب خداوند کے فرشتہ نے اسے آسمان سے پکارا کہ اے ابرہام اے ابرہام! اس نے کہا میں حاضر ہوں۔پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر نہ چلا اور نہ اس سے کچھ کر کیونکہ میں اب جان گیا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے اس لئے کہ تو نے اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے مجھ سے دریغ نہ کیا۔اور ابرہام نے نگاہ کی اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔تب ابرہام نے جا کر اس مینڈھے کو پکڑا اور اپنے بیٹے کے بدلے سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا[36]۔"

بائبل کے مطابق خداوند نے ابرہام کو اضحاق کو قربانی کے لئے آمادہ ہونے کے بدلے میں اپنی ذات پر قسم کھائی کہ میں آپ کو برکت پر برکت دوں گا اور آپ کی نسل کو آسمان کے ستاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی طرح بڑھاؤں گا اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی اور زمین کی سب قومیں تیری نسل کے وسیلہ سے برکت حاصل کریں گے۔تب ابرہام اپنے جوانوں کے پاس واپس آگئے اور اکٹھے بیر سبع چلے گئے اور بیر سبع میں رہے۔بائبل میں اس کو یوں ذکر کیا گیا ہے:

"خداوند فرماتا ہے چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو بھی جو تیرا اکلوتا ہے دریغ نہ رکھا اسلئے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا اور تیری نسل کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان کے تاروں اور سمندر کے کنارے کی ریت کی مانند کر دونگا اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی۔اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائینگی کیونکہ تو نے میری بات مانی[37]۔"

اسی طرح Jewish Encyclopedia میں بھی ذبیح حضرت اسحاقؑ کو بتایا ہے:

جب حضرت ابراہیمؑ کو خداوند کی جانب سے سوختنی قربانی کا حکم ہوا تو ابراہیمؑ نے بغیر ایک لمحہ ہچکچاہٹ کے اسحاقؑ کو لے کر موریاہ کے زمین میں پہنچ گئے۔وہاں پر براہیمؑ اسکو قربان کرنے کے تھے کہ خدا کے فرشتے

نے آواز دی کہ بس کرا ے ابرہام، آپ واقعی خدا سے ڈرتے ہیں، تو اسحاقؑ کی جگہ پر ایک بھیڑئے کو ذبح کیا گیا[38]۔

ذبیح کے متعلق بائبل اور قرآنی تعلیمات کا تقابلی جائزہ

قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ذبیح حضرت اسماعیلؑ اور بائبل کے روشنی میں حضرت اسحاقؑ ہیں۔ اہلِ بائبل کے اسحاقؑ کے ذبیح ہونے کے لئے جو دلائل ہیں وہ اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً ذبیح کیلئے بائبل میں اکلوتا بیٹا اور پیارا بیٹا جیسے صفات استعمال کئے گئے ہیں یہ اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسلئے کہ اسماعیلؑ کی ولادت حضرت اسحاقؑ سے چودہ سال پہلے ہوئی ہے تو اکلوتا بیٹا اسماعیلؑ ہوا نہ کہ اسحاقؑ۔ دوسرا صفت پیارا بیٹا ہے۔ بائبل کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیارا بیٹا بھی اسماعیلؑ ہے۔ بائبل کے کئی آیات اس پر شاہد ہیں:

تب اس (سارہؓ) نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اضحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ پر ابرہام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ نہایت بری معلوم ہوئی[39]۔

اور ابرہام نے کہا کہ کاش! اسماعیل ہی تیرے حضور جیتا رہے[40]۔

مذکورہ بالا آیتوں میں اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کے بابت بات کا بری معلوم ہونا اور زندہ رہنے کی تمنا ظاہر کرنا اسمٰعیلؑ کے ساتھ پیار ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

بائبل میں جائے ذبح موریاہ کا ذکر آیا ہے۔ لیکن یہ مروہ کی بگڑی ہوئی شکل معلوم ہو رہی ہے۔ اور مروہ تو مکہ معظمہ میں ہے لہذا جائے ذبح اگر موریاہ (مروہ) ہو تو یہ بھی اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ بائبل کے مطابق حضرت سارہؓ کو اللہ تعالی نے اس کے بیٹے اضحاقؑ اور اس سے اس کے اولاد کے پیدا ہونے کی خوشخبری دیدی۔ بائبل میں اس کو یوں ذکر کیا گیا ہے:

تب خدا نے فرمایا کہ بیشک تیری بیوہ سارہؓ کے تجھ سے بیٹا ہوگا۔ تو اس کا نام اضحاق رکھنا اور میں اس سے اور پھر اس کی اولاد سے اپنا عہد جو ابدی عہد ہے باندھوں گا۔

اس کی قرآنِ مجید سے بھی تائید ہوتی ہے، جس طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَامْرَأَتُهُ قَائِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَاقَ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ[41]

یہاں پر سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت اسحٰقؑ تو واقعہ ذبح کے وقت بچے تھے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ اس کی اولاد پیدا ہو گی۔ تو پھر اس صورت میں امتحان امتحان باقی نہیں رہتا۔

نتائج

بائبل کی آیت اور قرآنِ کریم دونوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاقؑ نہیں ہے بلکہ اسماعیلؑ ہے۔ جن پر اس کے علاوہ قرآنِ مجید کی اور آیات دلالت کرتی ہیں۔ قرآنِ مجید میں اسماعیلؑ کو صابر (واقعہ ذبح پر صبر کرنے والے)[42] اور صادق الوعد (واقعہ ذبح کو سچے کرنے والے)[43] جیسے صفات کے ساتھ متصف کیا گیا ہے جو اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا دلائل کے روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذبیح صرف حضرت اسماعیلؑ ہے۔

حواشی و حوالہ جات

1 الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی ۴: ۱۷۹، دار الغرب الاسلامی، بیروت ۱۹۹۸ء

2 سورۃ الصافات ۳۷ : ۹۹-۱۰۰

3 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، اردو ترجمہ: جوناگڑھی، محمد ۴: ۴۱- ۴۴، مکتبہ قدوسیہ لاہور ۲۰۰۶ء

4 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۲

5 الجلالین ،جلال الدین محمد بن أحمد، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تفسیر الجلالین: ۵۹۳، دار الحدیث، القاہرۃ (س۔ن)

6 الہیثمی، أبوالحسن نور الدین، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، بَابُ الرُّؤْيَا الصَّالِحَۃِ ۷: ۱۷۲، مکتبۃ القدسی، القاہرۃ (س۔ن)

7 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۲

8 البیضاوی، عبداللہ بن عمر، أنوار التنزیل وأسرار التأویل ۵: ۱۵، دار إحیاء التراث العربي، بیروت ۱۴۱۸ھ

9 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۲

10 محمد عبدالرحمٰن، سیرت انبیائے کرام ۱: ۲۳۶- ۲۳۷، ادارہ اسلامیات لاہور (س۔ن)

11 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۳

12 پانی پتی، ثناءاللہ، تفسیر مظہری، اردو ترجمہ ۸: ۱۶۱، ضیاءالقرآن پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء

13 تفسیر مظہری ۸: ۱۶۱

14 تفسیر ابن کثیر ۴: ۴۳

15 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۴- ۱۰۷

16 مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن ۴: ۲۹۶، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور ۲۰۱۲ء

17 مفتی شفیع، محمد، معارف القرآن ۷: ۴۶۱، ادارۃ المعار فکراچی ۲۰۰۵ء

18 تفہیم القرآن ۴: ۲۹۷

19 الطبری، ابوجعفر محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، اردو ترجمہ ۱: ۲۱۴-۲۱۵، دارالاشاعت، کراچی ۲۰۰۳ء

20 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۲

21 سورۃ الانبیاء ۲۱: ۸۵

22 سورۃ مریم ۱۹: ۵۴

23 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۱۳

24 النجار، عبدالوہاب، قصص الانبیاء: ۱۳۴-۱۳۵، دارالحدیث، القاہرہ، ۲۰۰۴ء

25 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۰

26 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۰۱

27 سورۃ ابراہیم ۱۴: ۳۹

28 سورۃ الذاریات ۵۱: ۲۸

29 سورۃ الحجر ۱۵ : ۵۳

30 سورۃ الصافات ۳۷ : ۱۱۲

31 تفہیم القرآن ۴: ۲۹۹ - ۳۰۰

32 تفسیر ابن کثیر، اردو ترجمہ، جوناگڑھی ۴: ۴۶

33 تفہیم القرآن ۴: ۳۰۰

34 تفسیر ابن کثیر، اردو ترجمہ، جوناگڑھی ۴: ۴۵

35 کتابِ مقدس، پیدائش، ۲۲: ۲

36 کتابِ مقدس، پیدائش، ۲۲: ۱۰-۱۳

37 کتابِ مقدس، پیدائش، ۲۲: ۱۶-۱۸

38 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/360-abraham on 28/08/201

39 کتابِ مقدس، پیدائش، ۲۱ : ۱۰- ۱۱

40 کتابِ مقدس، پیدائش، ۱۷: ۱۸

41 سورۃ ھود ۱۱: ۷۱

42 سورۃ المؤمنون ۲۳: ۸۵

43 سورۃ مریم ۱۹: ۵۴